32

رمضان کا آخری عشرہ اور جماعت احمدیہ

(فرمودہ 8 ستمبر 1944ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"نقرس کے درد کی وجہ سے مَیں اِس قابل تو نہ تھا کہ جمعہ میں شامل ہوسکوں اور خطبہ پڑھوں۔ مگر چونکہ رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونے والا ہے اور چند ہی روز کے بعد رمضان کا مہینہ ختم ہو جائے گا۔ اِس لیے مَیں نے مناسب سمجھا کہ جماعت کو اِن ایام میں اُس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں۔ دعا کا ہر انسان محتاج ہے۔ چاہے وہ دعا کو مانے یا نہ مانے۔ مگر ہر انسان کی فطرت ضرور دعا کرتی ہے۔ علاج کیا ہے؟ وہ بھی تو ایک دعا ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون سے فائدہ اٹھانا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل نہیں یا دعا پر اعتقاد نہیں رکھتے مصیبت کے وقت اُن کے دل میں بھی یہ خواہش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ کاش! اُن کا بیمار اچھا ہو جائے یا اُن کی مصیبت دور ہو جائے، اُن کی پریشانی رفع ہو ، اُن کا دشمن ناکام رہے یا جس غرض کے حاصل کرنے کے لیے وہ کوشاں ہیں وہ حاصل ہوسکے۔ دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جو دیانتداری سے یہ کہہ سکے کہ اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ کسی دہریہ سے بھی پوچھ کر دیکھ لو کہ جب اُس کا کوئی رشتہ دار بیمار ہوتا

ہے اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے یا نہیں کہ کاش! وہ اچھا ہو جائے۔ چاہے وہ خدا کا بھی قائل نہ ہو مگر اُس کے دل میں یہ خواہش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ کاش! اُس کا رشتہ دار اچھا ہو جائے اور اگر کوئی خدا نہیں تو اُس کی فطرت یہ "کاش" کس سے کہتی ہے اور یہ خواہش کس سے کرتی ہے؟ اِس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اُس کی فطرت ایسے وجود کی متمنی یا قائل ہے جو اُس کے مریض کو اچھا کرنے پر قادر ہے یا کم سے کم اُس کے مریض کو اچھا کرنے پر قادر ہو۔ اِسی طرح کسی دہریہ سے یا ایسے شخص سے جو کسی مقدمہ میں پھنسا ہوا ہو پوچھا جائے کہ اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے یا نہیں کہ "کاش"! وہ مقدمہ جیت جائے۔ تو معلوم ہو گا کہ ضرور ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی خدا نہیں، کوئی ایسی بالا طاقت نہیں تو اِس خواہش کے پیدا ہونے کے کوئی معنے ہی نہیں۔ واقعات کے لحاظ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ نکل کر رہے گا اور جب کوئی ہستی اِن واقعات میں دخل دینے والی ہے ہی نہیں تو اِس خواہش کے پیدا ہونے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ اِس کے معنے یہی ہیں کہ گو وہ شخص عقیدۃً خدا تعالیٰ کا قائل نہیں یا دعا کا قائل نہیں مگر جب اُس پر مصیبت آئی تو اُس کے دل نے یہ خواہش کی کہ کاش! کوئی ایسی ہستی ہوتی جو میری اِس تکلیف دہ حالت کو بدل سکتی۔ پس یہ خواہش یا باریک رنگ میں ایمان ہر فطرت میں داخل ہے اور ہر انسان خواہ وہ دعا کو مانے یا نہ مانے دعا کرتا ضرور ہے۔ مومن تو اِس طرح دعا کرتا ہے کہ اے خدا! فلاں بیمار کو اچھا کر دے۔ اے خدا! میرے قرضوں کو دور کر دے، میرے مقدمہ میں مجھے کامیاب کر، مجھے ذلتوں سے بچا لے۔ مگر دہریہ یا ایک ایسا انسان جو دعا کا قائل نہیں وہ بیشک اِس طرح تو دعا نہیں کرتا مگر اُس کا دل بھی یہ ضرور کہتا ہے کہ کاش! ایسا ہو جائے۔ یہ بِالواسطہ دعا ہے۔ جیسے بعض متکبر لوگ دوستوں سے یہ تو نہیں کہتے کہ میری فلاں ضرورت ہے اسے پورا کر دیں لیکن مجلس میں بیٹھے ہوئے اِس رنگ میں بات کر دیتے ہیں کہ مجھے بڑی خوشی ہو گی کہ اگر اِس بات کے اِس طرح ہو جانے کا سامان پیدا ہو سکے اور اُس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ دوسرے اِس بات کو سُن کر اس کی ضرورت کو پورا کر دیں۔

تو ہر انسان دعاؤں کا محتاج ہے۔ مگر وہ قوم جس کی حالت ایسی ہو جیسے بتّیس دانتوں

میں زبان کی، ساری دنیا جس کی مخالف ہو، حکام اور رعایا دونوں جسے مٹانے پر تُلے ہوئے ہوں۔ پھر جس قوم کے مقاصد اتنے عالی ہوں کہ ان کے پورا ہونے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی ہو ایسی قوم تو دعا کی بہت ہی محتاج ہے۔ اور آج دنیا میں ایسی قوم جماعت احمدیہ کے سوا اَور کوئی نہیں۔ اَور کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس کے مقاصد اتنے بلند ہوں جتنے ہماری جماعت کے مقاصد بلند ہیں۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جس کے راستہ میں اتنی مشکلات ہوں جتنی ہمارے راستہ میں ہیں۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جو ایسی بے سروسامان ہو جیسی بے سروسامان جماعت احمدیہ ہے۔ اَور کوئی قوم ایسی نہیں جس کے اتنے دشمن ہوں جتنے جماعت احمدیہ کے ہیں۔ پس ہمیں دعاؤں کی انتہا درجہ کی ضرورت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا نہ ہو تو سو فیصدی ناکامی اور نامرادی ہمارے حصہ میں ہے۔ مگر ہم اُس خدا کے ماننے والے ہیں جو فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو مَیں قبول کروں گا۔ جیسے کہ فرمایا اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ [1] تم مجھ سے مانگو مَیں سنوں گا۔ وہ خدا رمضان کے مہینہ میں خصوصاً اِس کے آخری عشرہ میں دعائیں سننے پر دوسرے وقتوں کی نسبت زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔ پس ہم جن کے لیے کامیابی کا کوئی راستہ نہیں، جن کے چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں اور جن کا کوئی ذریعہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا نہیں اور جن کا کام اتنا بڑا ہے کہ کسی بڑی سے بڑی حکومت اور طاقت کا کام بھی اتنا بڑا نہیں۔ ہمارے لیے تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا وقت ہے۔ ہماری بے بسی اور کمزوری اور بے سروسامانی کو دیکھ کر آج وہ آسمان سے اُترا ہے تا ہم اُس سے مانگیں اور وہ ہمیں دے۔ اور اگر ہم اپنے فرض کو سمجھتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہیں تو ہمیں اِس رمضان کے دنوں میں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اسلام اور احمدیت کی فتوحات کے لیے اور جماعت کی اصلاحِ نفس کے لیے اور اسلام کی تعلیم پر ثابت قدم رہنے کے لیے خدا تعالیٰ کا ایسے رنگ میں دامن پکڑیں کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے اُس وقت تک نہ چھُوٹے جب تک کہ خدا تعالیٰ خود یہ نہ کہہ دے کہ اے میرے بندے! مَیں نے تیری دعاؤں کو سنا اور قبول کیا۔ زمانہ ہمارے لیے تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا ہے، مشکلات زیادہ سے زیادہ بڑھتی جاتی ہیں، دشمن روز بروز طاقتور ہوتا جا رہا ہے اور آئندہ آنے والے مصائب گزشتہ مصائب کی نسبت بہت زیادہ نظر آتے ہیں اور

ہماری کمزوریاں روز بروز دشمنوں پر ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ اگر آج ہمارے لیے آسمان سے نصرت نازل نہ ہو، رحمت نازل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور بخشش نازل نہ ہو تو دنیا میں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو آج جذب نہیں کر سکتے، اگر اُس کی رحمتوں کو آج جذب نہیں کر سکتے تو ہمارے لیے زمین کی سطح کی نسبت قبروں کی لحدیں زیادہ اچھی ہیں اور ہماری زندگیاں بے حقیقت اور بے فائدہ ہیں۔ بلکہ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لیے عار اور اسلام کے لیے ننگ کا موجب ہے۔

پس آؤ! اِن دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کریں، خدا تعالیٰ کے حضور اِس طرح گڑ گڑا کر دعائیں کریں کہ وہ رحیم و کریم ہستی ہماری بے بسی اور بے کسی پر رحم کرتے ہوئے ہمارے کسی عمل کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے فضل سے ہماری کسی کوشش کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے احسان سے اور محض اپنی بخشش سے ہمارے ہاتھوں سے اُس مقصد کو پورا کرا دے جس کے پورا کرنے کے لیے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اور جس کے لیے آج سے تیرہ سو سال قبل برگزیدہ ترین انسان اور نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اُس نے قرآن کریم نازل فرمایا تھا۔ کاش! ہمیں یہ توفیق عطا ہو کہ ہم اُس سے دعائیں کریں جنہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہماری مشکلات کو دور فرمائے اور ہم اپنی موتوں سے پہلے اُس کے جلال کو ظاہر ہوتا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم ہوتے ہوئے دیکھ لیں۔ اٰمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ"۔

(الفضل 10 ستمبر 1944ء)

---

1 : المومن:61